

فتاویٰ رضویہ

کی انفرادی خصوصیات

محمد عبدالحکیم شرف قادری

رضا اکیڈمی
رجسٹرڈ لاہور (پاکستان)

فتاویٰ رضویہ کی انفرادی خصوصیات

محمد عبدالحکیم شرف قادری

رضا اکیڈمی لاہور

سلسلہ مطبوعات نمبر ۱۰۴

مقالہ .... فتاوی رضویہ کی انفرادی خصوصیات

تحریر .... محمد عبدالحکیم شرف قادری

صفحات ۳۲

کمپوزنگ .... ایم یو کمپوزنگ سنٹر، ہجویری

.... مارکیٹ ۱۱۵ میکلوڈ روڈ لاہور۔

تعداد .... گیارہ سو

اشاعت .... ماہ شوال ۱۴۱۶ھ / ۱۹۹۶ء

ناشر .... رضا اکیڈمی لاہور۔

ہدیہ .... دعائے خیر برائے معاونین

بذریعہ ڈاک طلب کرنے والے حضرات پانچ روپے کے ٹکٹ ارسال کریں

☆..... ملنے کا پتہ .....☆

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) مسجد رضا، محبوب روڈ چاہ میراں، لاہور۔ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتاوی رضویہ کی انفرادی خصوصیات

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز چودھویں صدی کے نادر روزگار عالم و فاضل اور یکتائے زمانہ فقیہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں پچاس سے زیادہ علوم و فنون میں مہارت کاملہ عطا فرمائی تھی۔ انہیں نہ صرف اس دور کے مروج علوم دینیہ میں پوری بصیرت حاصل تھی بلکہ علم طب، علم جفر، تکسیر، زیجات، جبر و مقابلہ، لوگارثم، جیومیٹری، علم ہیئت، علم توقیت اور مثلث کروی وغیرہ علوم میں بھی حیرت انگیز دسترس حاصل تھی۔ ایک فقیہ اور مفتی کے لئے جن علوم کی ضرورت ہوتی ہے وہ سب امام احمد رضا کو حاصل تھے۔ صرف یہی نہیں بلکہ ان علوم میں ان کی تصنیفی یادگاریں بھی موجود ہیں۔

امام احمد رضا بریلوی ۱۰ شوال ۱۴ جون ۱۲۷۲ھ / ۱۸۵۶ء کو بریلی شریف، یو پی۔ انڈیا میں پیدا ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی حیرت انگیز صلاحیتوں کی بدولت ۱۴ رمضان المبارک ۱۲۸۶ھ / ۱۸۷۰ء کو پونے چودہ سال کی عمر میں اس دور کے رائج علوم دینیہ کی تحصیل سے فارغ ہوئے اور اسی دن رضاعت کے ایک مسئلے کا جواب لکھا، والد ماجد امام المتکلمین مولانا نقی علی خان کی خدمت میں پیش کیا، جسے انہوں نے دیکھ کر کمال مسرت کا اظہار کیا اور اسی دن فتویٰ نویسی کا کام آپ کے

سپرد کر دیا۔ اس دن سے آخر عمر تک مسلسل یہ گراں قدر ذمہ داری ادا کرتے رہے۔ آپ کا وصال ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء کو ہوا اس طرح آپ کی فتویٰ نویسی کا عرصہ سن ہجری کے اعتبار سے چون (۵۴) سال بنتا ہے۔

امام احمد رضا بریلوی کا قلم نصف صدی سے زیادہ عرصے تک چلتا رہا اور اس برق رفتاری سے چلا کر دو دو تین تین دن میں مبسوط فتاوی رسائل کی صورت میں تیار ہوتے رہے۔ انہوں نے پچاس علوم و فنون میں تقریباً ایک ہزار تصانیف یادگار چھوڑیں جن میں حدائق بخشش دو حصے (نعتیہ دیوان) کنزالایمان فی ترجمہ القرآن، جدالممتار، در مختار کے حاشیہ شامی پر پانچ جلدوں میں حاشیہ، الدولۃ المکیۃ اور بارہ ضخیم جلدوں میں فتاوی رضویہ کے نام مشہور و معروف ہیں۔

امام احمد رضا بریلوی کی تمام تصانیف خصوصاً فتاوی رضویہ کے مطالعہ سے بڑے بڑے اصحاب علم و فضل انگشت بدندان رہ جاتے ہیں۔ پہلے قرآن پاک سے استدلال کرتے ہیں پھر احادیث مبارکہ اور اس کے بعد ائمہ دین کے ارشادات سے اپنے موقف کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ عقلی اور نقلی دلائل کی فراوانی دیکھ کر قاری کو علی وجہ البصیرۃ اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔

آئندہ صفحات میں فتاوی رضویہ کی چند خصوصیات پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ فیضان رسالت

امام احمد رضا بریلوی کی ایک خصوصیت، عشق رسول ﷺ ایسی ہے

جسے ان کے شدید ترین مخالفین بھی تسلیم کرتے ہیں۔ فتاوی کے نام ہی کو دیکھئے "العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ" نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عطیات احمد رضا کے فتووں میں۔ ان کی عقیدت و محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ ان کی نگارشات کی ایک ایک سطر سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت صادقہ کی خوشبوئیں پھوٹتی ہیں، جو اہل ایمان کے مشام جاں کو معطر کر رہی ہیں۔

ڈاکٹر سید عبداللہ، ایم اے - ایم او ایل - ڈی لٹ اپنے ایک پیغام میں کہتے ہیں۔

> وہ (امام احمد رضا بریلوی) بلاشبہ جید عالم، تبحر حکیم، عبقری فقیہ، صاحب نظر مفسر قرآن، عظیم محدث اور سحر بیان خطیب تھے۔ لیکن ان تمام درجات رفیع سے بھی بلند تر ان کا ایک درجہ ہے اور وہ ہے عاشق رسول ﷺ کا۔

(محمد مقبول احمد قادری، پیغامات یوم رضا (۱۹۷۲ء) مجلس رضا لاہور)

۲۔ دلائل کی فراوانی

امام احمد رضا بریلوی کی کسی بھی تصنیف کا مطالعہ کر لیجئے آپ کو واضح طور پر محسوس ہو گا کہ ان کے ہاں آورد نہیں ہے بلکہ آمد ہے، یوں معلوم ہوتا ہے کہ دلائل و مضامین ان کے سامنے صف بستہ کھڑے ہیں جنہیں وہ قلم برداشتہ صفحہ قرطاس پر منتقل کرتے چلے جاتے ہیں۔ سماع موتی کے مسئلے پر قلم اٹھایا تو ایک مبسوط کتاب "حیات

"الموات فی سماع الاموات" لکھ دی جس میں ۳۶۵ دلائل سے ثابت کیا کہ دنیا سے رخصت ہونے والے محض پتھر نہیں بن جاتے' بلکہ وہ جانتے ہیں اور دیکھتے' سنتے ہیں۔ اس موضوع پر آیات کریمہ' احادیث شریفہ' ارشادات صحابہ اور متقدمین و متاخرین فقہاء اسلام کے اقوال کا اتنا بڑا ذخیرہ جمع کر دیا ہے کہ دوسری کسی کتاب میں یکجا نہیں ملے گا۔ یہ کتاب فتاوی رضویہ کی چوتھی جلد میں صفحہ ۲۳۵ سے صفحہ ۳۷۶ تک پھیلی ہوئی ہے' اور روحوں کی دنیا کے نام سے الگ کتابی صورت میں بھی لاہور سے چھپ چکی ہے۔

۳۔ انتہاء تحقیق

امام احمد رضا بریلوی کا رہوار قلم میدان تحقیق میں جولانیاں دکھاتا ہے تو عموماً آخری حدوں کو چھو جاتا ہے اور مزید تحقیق اور گفتگو کی گنجائش نہیں چھوڑتا' فقہاء کرام کی تصانیف میں ان چیزوں کی تعداد ۷۴ بیان کی گئی جن سے تیمم جائز ہے' جب کہ امام احمد رضا بریلوی نے اس پر ۱۰۷ اشیاء کا اضافہ کیا اور جن چیزوں سے تیمم جائز نہیں ان کی تعداد کتب سابقہ میں ۵۸ بیان گئی تھی۔ فتاوی رضویہ میں ان پر ۷۲ چیزوں کا اضافہ کیا گیا ہے۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

" یہ تین سو گیارہ چیزوں کا بیان ہے ۱۸۱ سے تیمم جائز جن میں ۷۴ منصوص (کتب ائمہ میں بیان کی گئی ہیں) اور ۱۰۷ زیادات فقیر' اور ۱۳۰ سے ناجائز' جن میں ۵۸ منصوص اور ۷۲ زیادات فقیر' ایسا جامع بیان اس تحریر

کے غیر میں نہ ملے گا' بلکہ زیادات در کنار اتنے منصوصات کا استخراج بھی سہل نہ ہو سکے گا"

(احمد رضا بریلوی' امام : فتاوی رضویہ' مطبوعہ بمبئی' ج ۱' ص ۱۰۷)

۱۳۲۸ھ میں ایک رسالہ تحریر کیا "ارتفاع الحجب عن قراءۃ الجنب" اس میں وہ جلیل القدر تحقیقات پیش کیں جو اسی رسالہ کا حصہ ہیں' یہ تحقیقات کسی دوسری کتاب میں نہیں ملیں گی' ارباب علم و تحقیق کے لئے اس میں وسیع علمی ذخیرہ ہے۔

۴۔ مسائل جدیدہ کی تحقیق

امام احمد رضا بریلوی نے نہ صرف قرآن و حدیث اور علماء اسلام کی تحقیقات اور نگارشات کا گہری نظر سے وسیع مطالعہ کیا تھا' بلکہ ان کا علم مستحضر بھی تھا۔ دوسری دفعہ ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء میں حرمین شریفین کی حاضری کے لئے گئے تو مکہ مکرمہ کے علماء کی طرف سے نوٹ سے متعلق بارہ سوالات پیش کئے گئے' جن کے بارے میں مکہ مکرمہ کے مفتی احناف' شیخ جمال بن عبداللہ سے دریافت کیا گیا تھا' تو انہوں نے علماء ربانی کی شان کے مطابق جواب دیا تھا کہ علم' علماء کی گردنوں میں امانت ہے۔ امام احمد رضا بریلوی نے طبیعت ناساز ہونے کے باوجود ڈیڑھ دن میں تفصیلی جواب لکھ دیا اور اس کا نام "کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم" تجویز کیا۔

ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں :

" فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر آگاہی میں شاید ہی ان کا کوئی ہم پلہ ہو' اس حقیقت پر ان کا فتاوی اور ان

کی تصنیف "کفل الفقیہ الفاہم" شاہد ہے۔ یہ کتاب انہوں نے مکہ مکرمہ میں ۱۳۲۳ھ (بلکہ ۱۳۲۴ھ) میں لکھی۔"

(ابوالحسن علی ندوی: نزہۃ الخواطر (تکملہ) ج ۸ ص ۴۱ طبع کراچی)

پروفیسر ڈاکٹر محمد ایوب قادری اپنے پیغام میں لکھتے ہیں۔

" اگرچہ فاضل بریلوی تمام علوم متداولہ میں مہارت کاملہ رکھتے تھے، مگر فقہ میں ان کا کوئی مدمقابل نہ تھا، ان کی فقہی جامعیت کا اندازہ ان کے فتاوی سے ہوتا ہے۔"

(عبدالنبی کوکب قاضی: مقالات یوم رضا، ج ۲ ص ۷۲، دائرۃ المصنفین، لاہور)

۱۳۰۳ھ / ۱۸۸۶ء میں انگریزوں کی ایک کمپنی روسر کی تیار کردہ شکر کے بارے میں سوال کیا گیا کہ اس کا کیا حکم ہے؟ یہ کمپنی شکر صاف کرنے کے لئے جو ہڈیاں استعمال کرتی ہے ان میں احتیاط نہیں کی جاتی کہ وہ پاک ہوں یا ناپاک، حلال جانور کی ہوں یا مردار کی، اس کے جواب میں امام احمد رضا نے ایک رسالہ "الاحلی من السکر لطلبۃ سکر روسر" تحریر کیا جو فتاوی رضویہ جلد دوم میں ۳۸ صفحات پر پھیلا ہوا ہے، جواب سے پہلے ائمہ دین کے حوالے سے دس تفصیلی مقدمات بطور تمہید بیان کئے، اس کے بعد تفصیلی حکم بیان فرمایا۔

۵ - تنقیح مسائل

بعض مسائل میں ائمہ احناف کا بڑا اختلاف تھا، فتاوی رضویہ میں ان کی نہ صرف توضیح و تشریح کی گئی بلکہ یہ بھی بیان کیا گیا کہ مذہب مختار و معتمد کیا ہے؟

۷ ربیع الآخر ۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء کو استفتاء پیش ہوا کہ ایک شخص نیند سے بیدار ہوا تو اس نے اپنے کپڑے یا بدن پر تری پائی یا خواب دیکھا اور تری نہ پائی تو اس پر نہانا واجب ہے یا نہیں؟

اس کے جواب میں امام احمد رضا نے ایک مبسوط رسالہ لکھا، "الاحکام والعلل فی اشکال الاحتلام والبلل" فتاوی رضویہ جلد اول کے جہازی سائز کے ۴۲ صفحات پر پھیلا ہوا یہ فتوی امام احمد رضا بریلوی کی وقت نظر، وسعت مطالعہ اور حیرت انگیز استحضار کی دلیل ہے۔

بحث کے آغاز میں فرماتے ہیں:

یہاں چھ صورتیں ہیں:

۱- تری کپڑے یا بدن کسی پر نہ دیکھی۔

۲- دیکھی اور یقین ہے کہ یہ منی یا مذی نہیں، بلکہ ودی یا بول یا پسینہ یا کچھ اور ہے۔

ان دونوں صورتوں میں مطلقاً اجماعاً غسل، اصلا نہیں، اگرچہ خواب میں مجامعت اور اس کی لذت اور انزال تک یاد ہو۔

۳- ثابت ہو کہ یہ تری منی ہے، اس میں بالاتفاق نہانا واجب ہے، اگرچہ خواب وغیرہ اصلا یاد نہ ہو،

اب رہی تین صورتیں۔

۴- تری کے منی ہونے کا احتمال ہو۔

۵- مذی ہونے کا علم ہو۔

۶- منی نہ ہونا تو معلوم مگر مذی ہونے کا احتمال۔

پس اگر خواب میں احتلام ہونا یاد ہے، تو ان تینوں صورتوں میں بھی بالاتفاق نہانا واجب ہے، اور اگر احتلام یاد نہیں، تو امام ابو یوسف کے نزدیک ان تینوں صورتوں میں اصلاً غسل نہیں (یہی قول قیاس کے زیادہ مطابق ہے اور اسی کو امام خلف بن ایوب اور فقیہ ابو اللیث سمرقندی نے اختیار کیا ہے۔ ملخصا)

(احمد رضا بریلوی، امام: فتاوی رضویہ، ج ۱ ص ۵ - ۱۰۴، طبع بمبئی)

۶- مصادر و مراجع کی کثرت

فتاوی رضویہ کے کسی بھی فتوے کا مطالعہ کر لیجئے ہر فتویٰ تفصیلات سے مالامال ملے گا، بابرکت کتاب "حیاۃ الموات" کے مراجع کی کثرت کا اندازہ امام احمد رضا بریلوی کے اس ارشاد سے ہوتا ہے۔

مقصد اول میں پینتیس (۳۵) سوال تھے، مقصد دوم میں ساٹھ (۶۰) احادیث، ادھر نوع اول میں (صحابہ کرام اور ائمہ دین کے) دو سو (۲۰۰) قول، اب یہ (خاندان ولی اللہی کے) ایک سو پانچ مقال مل کر چار سو کا عدد کامل۔

(احمد رضا بریلوی، امام: فتاوی رضویہ (مبارکپور، انڈیا) ج ۴ ص ۳۱۴)

۷- متعارض اقوال میں تطبیق

کسی مسئلے میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور صاحبین (امام ابویوسف اور امام محمد) میں اختلاف ہو تو بعض ائمہ نے مطلقاً فرمایا کہ فتویٰ امام اعظم کے قول پر ہو گا، جب کہ بعض دیگر ائمہ نے فرمایا کہ امام اعظم

کے قول کو اس وقت ترک کیا جائے گا جب کہ ان کی دلیل کمزور ہو، امام احمد رضا بریلوی نے ان کے درمیان یوں تطبیق دی ہے:

"محقق ابن ہمام نے اس صورت کا استثناء کیا ہے، جب دلیل ضعیف ہو تو ان کی نظر مجتہد کی طرف ہے (یعنی مجتہد دلیل کے ضعف کی بنا پر قول امام ترک کر کے صاحبین کا مذہب اختیار کر سکتا ہے) اور جن حضرات نے استثناء نہیں کیا، تو ان کا قول مقلد سے متعلق ہے (یعنی مقلد کے لئے قول امام کا ترک کرنا جائز نہیں ہے) جیسے کہ امام صاحب ہدایہ اور امام عبداللہ بن مبارک نے فرمایا"

(احمد رضا بریلوی، فتاوی رضویہ، مبارکپور، انڈیا، ج ۱، ص ۱۵۲)

۸- نادر طریق استدلال

امام احمد رضا بریلوی کو اللہ تعالیٰ نے زبردست قوت استنباط عطا فرمائی تھی، ان کی فکر عالی جس طرف متوجہ ہوتی جدید اور اچھوتے انداز کے دلائل منظرعام پر لاتی تھی، ائمہ احناف کے نزدیک نماز جنازہ کا ایک دفعہ ہی پڑھنا جائز ہے، ہاں! اگر غیر احق، ولی کی اجازت اور اتباع کے بغیر پڑھ لے تو ولی دوبارہ پڑھ سکتا ہے، اس پر استدلال کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

"نماز جنازہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں میت کی شفاعت ہے۔ کَمَا قَدَّمْنَا مِنَ الْحَدِیْثِ اور اللہ عزوجل فرماتا ہے مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ "کون

ہے جو اللہ کے یہاں شفاعت کرے مگر اس کے اذن سے" اور اذن اللہ عزوجل کا قرآن عظیم سے ثابت ہو یا سیدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اذن قولی یا فعلی یا تقریری سے۔

اور صورت مذکورہ کا اذن کہیں ثابت نہیں، وَمَنِ ادَّعٰی فَعَلَیْهِ الْبَیَانُ (جو دعوے کرے وہ دلیل لائے) لاجرم ! ان مجتہد صاحب نے بے ثبوت اذن الٰہی بارگاہ عزت میں شفاعت پر جرات و بے باکی اور اپنے ساتھ اور مسلمان کو بھی اس بلا میں ڈالا اور مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا (اور جس نے بری سفارش کی اس کے لئے اس میں سے حصہ ہو گا) سے حصہ لیا، دیا۔

(احمد رضا بریلوی، امام : فتاوی رضویہ، مبارک پور انڈیا، ج ۴ ص ۴۸)

۹ ۔ اکابر فقہاء کے تسامحات پر تنبیہ

امام احمد رضا بریلوی نے سینکڑوں جگہ اکابر فقہاء کرام کے تسامحات پر تنبیہ کی ہے مگر کیا مجال کہ بے ادبی یا تنقیص کا کوئی کلمہ نوک قلم پر لائیں یا اپنی برتری کا اظہار کریں، بلکہ ایسے مقامات پر وہ تطفل کا عنوان دیتے ہیں جس کا معنی ہے بچوں والی بات، تاکہ قاری کو گستاخی کا وہم بھی پیدا نہ ہو۔

قرآن پاک افضل ہے یا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ؟ اس بارے میں علامہ شامی نے فرمایا، یہ مسئلہ اختلافی ہے، اور احتیاط یہ

ہے کہ توقف کیا جائے، اس پر امام احمد رضا بریلوی نے شامی کے حاشیہ جدالممتار میں فرمایا،

توقف کی حاجت نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کی توفیق سے میرے نزدیک مسئلہ واضح ہے، کیونکہ اگر قرآن سے مراد مصحف ہو یعنی کاغذ اور سیاہی تو اس میں شک نہیں کہ وہ حادث ہے اور مخلوق ہے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر مخلوق سے افضل ہیں، اور اگر قرآن سے مراد اللہ تعالیٰ کا کلام ہو جو اس کی صفت ہے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی صفات تمام مخلوقات سے افضل ہیں، جو چیز اللہ تعالیٰ کا غیر ہے وہ اس صفت کے مساوی کیسے ہو سکتی ہے جو اس کا غیر نہیں ہے۔

اس بیان سے ہر دو قول میں تطبیق بھی ہو جاتی ہے، جن حضرات نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو افضل قرار دیا ہے انہوں نے قرآن سے مراد مصحف لیا ہے اور ظاہر ہے کہ وہ مخلوق ہے، کیونکہ وہ کاغذ اور سیاہی کا مجموعہ ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں سے ہر ایک سے افضل ہیں۔

(احمد رضا بریلوی، امام : جدالممتار (طبع حیدر آباد دکن ج ۱ ص ۱۱۹)

۱۰ ۔ رسم المفتی (فتویٰ نویسی کے آداب)

امام احمد رضا بریلوی نے جہاں اپنی زندگی میں ہزاروں فتوے تحریر کئے وہاں فتویٰ نویسی کے آداب کے بیان کا بھی خصوصی اہتمام کیا، اس

موضوع پر انہوں نے درج ذیل رسائل تحریر کیے۔

۱- اجلی الاعلام ان الفتوی مطلقا علی قول الامام

(اس امر کا روشن بیان کہ فتوی مطلقاً قول امام پر ہوتا ہے)۔

۲- الفضل الموهبی فی معنی اذاصح الحدیث فهو مذهبی

(اس ارشاد کا مطلب کہ جب حدیث صحیح ہو تو وہی میرا مذہب ہے)

اس کے علاوہ فتاوی رضویہ جلد اول مطبوعہ بمبئی کے درج ذیل صفحات پر آداب افتاء بیان کئے۔

۴۴ - ۶۳ - ۸۱ - ۸۲ - ۸۴ - ۱۴۸ - ۱۶۷ - ۱۸۸ - ۱۹۰ - ۱۹۷ - ۲۰۲ - ۳۲۳ - ۳۷۵ - ۳۷۶ - ۳۸۱ - ۳۸۵ - ۳۸۷ - ۳۸۸ - ۳۸۹ - ۳۹۰ - ۳۹۲ - ۳۹۳ - ۳۹۷ - ۴۳۲ - وغیرہ (افتخار احمد قادری، مولانا، جدالممتار (حیاۃ الامام احمد رضا، طبع حیدر آباد، دکن ج ۱ ص ۳۶ - ۳۵)

۱۱- اسماء الرجال

آئندہ سطور سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ امام احمد رضا بریلوی کی نظر تاریخ و تذکرہ اور فن اسماء الرجال پر کتنی وسیع تھی اور یہ کہ ایک مفتی کے لئے اس فن کی کیا اہمیت ہے؟ "عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری" میں امام ابن القاسم کا ایک قول نقل کیا گیا ہے کہ میری رائے میں جب مقبرے کے آثار مٹ جائیں اور اس کی حاجت نہ رہے تو وہاں مسجد بنا لینا جائز ہے۔ مولوی رشید احمد گنگوہی نے یہی فتوئی دے دیا اور دلیل کے طور پر عمدۃ القاری کے حوالے سے یہی قول نقل کر دیا۔

امام احمد رضا بریلوی نے اس فتوئی پر دس وجہ سے تنقید کی اور ایک وجہ یہ بھی بیان کی :

عربی لفظوں کا ترجمہ دیکھ لیا، اب ادراک کے کہ یہ ابن القاسم کون ہیں ؟ کس مذہب کے عالم ہیں ؟ ان کا قول مذہب حنفی میں کہاں تک سنا جاسکتا ہے ؟ اور وہ بھی ان کی اپنی رائے اور وہ بھی اصول و فروع مذہب کے صریح خلاف۔

مجیب صاحب ! علامہ عینی رحمہ اللہ تعالی شرح جامع صحیح میں صرف اقوال مذہب (حنفی) پر اقتصار نہیں کرتے، بلکہ ائمہ اربعہ اور ان سے بھی گزر کر بعض دیگر سابق ولاحق بلکہ بعض بد مذہبوں مثلاً داوٗد ظاہری و ابن حزم تک کے اقوال نقل کر جاتے ہیں، بلکہ بارہا این و آن ہی کے قول پر قناعت فرماتے اور ائمہ مذہب کا مذہب بیان میں نہیں لاتے، جاہل کہ تراجم علماء سے آگاہ نہیں آپ کی طرح دھوکا کھاتا ہے، اور خادم علم بحمد اللہ تعالی فرق مراتب و تفرقہ مذاہب کی خبر رکھتا ہے۔

(احمد رضا بریلوی، امام : مجموعہ رسائل، مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی، ج ۲ ص ۹ - ۳۰۸)

چند سطروں کے بعد بیان کرتے ہیں کہ ابن القاسم کون ہیں؟ فرماتے ہیں کہ :

یہ ابن القاسم و اشہب دونوں حضرات مالکی

المذہب عالم ہیں۔ خود امام ہمام (امام مالک) کے شاگرد
اور ان کے مذہب میں اہل روایت و درایت جیسے
ہمارے ہاں زفر و حسن بن زیاد رحمتہ اللہ علیہم آپ کی
مقدس بزرگی کہ مذہب حنفی کے صریح خلاف؟ ایک مالکی
عالم کی رائے پر فتوئی دیتے اور اپنے زعم میں اسے
مذہب حنفی کی روایت سمجھ رہے ہیں۔

(احمد رضا بریلوی، امام : مجموعہ رسائل، ج ٢ ص ٣١٠)

١٢ - علم توقیت

اوقات نماز کا علم ایک مسلمان کے لئے انتہائی ضروری ہے تاکہ ہر نماز صحیح وقت پر ادا کی جائے، امام احمد رضا بریلوی علم التوقیت میں بھی یکتائے زمانہ تھے۔ آپ ہی نے سب سے پہلے متحدہ پاک و ہند میں شمسی سال کے اعتبار سے اوقات نماز کا نقشہ مرتب کیا تھا، آپ کے شاگرد رشید ملک العلماء علامہ ظفرالدین بہاری بھی اس فن میں کامل مہارت رکھتے تھے، علم توقیت میں انکی تصنیف لطیف لائق مطالعہ ہے، اسکا نام ہے۔

"الجواہر والیواقیت فی علم التوقیت"

یہ کتاب تقریباً اڑھائی سو صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں زیادہ تر امام احمد رضا بریلوی ہی کے افادات بیان کئے گئے ہیں۔

امام احمد رضا بریلوی سے پوچھا گیا کہ اس سال ١٣٢٠ھ میں عیدالفطر کا آخری وقت کب تک تھا؟ جس نے ساڑھے گیارہ بجے نماز پڑھی، اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟ انہوں نے اس کا جواب دیا:

مذہب اصح پر اس کی نماز نہ ہوئی، وقت اس

کے قریب قریب ختم ہو چکا تھا، مگر ایسی جگہ علماء آسانی پر نظر فرماتے ہیں، ہمارے علماء کا دوسرا قول یہ ہے کہ وقت عید زوال تک ہے، اس تقدیر پر جس نے بارہ بج کر ٦ منٹ تک بھی سلام پھیر دیا، اس کی نماز ہو گئی کہ اس دن بارہ بج کر ساڑھے چھ منٹ پر زوال ہوا تھا۔

(احمد رضا بریلوی، امام : فتاوی رضویہ، طبع میرٹھ بھارت، ج ٢ ص ١٩٥)

١٣ - لوگارثم

لوگارثم حساب کی ایک قسم ہے، آج تو میٹرک کے نصاب میں شامل ہے، لیکن آج سے پچھتر سال پہلے بہت کم لوگ اس کے ماہر تھے، خصوصاً طبقہ علماء دین میں تو شاید ہی کوئی اس کا ماہر ہو، امام احمد رضا بریلوی نہ صرف اس کے ماہر تھے، بلکہ کئی سوالات اس کی مدد سے حل کئے۔

١٣٣٤ھ میں سوال کیا گیا کہ کنوئیں کا دور کتنے ہاتھ کا ہونا چاہیے؟ تاکہ وہ دہ در دہ ہو اور نجاست کے واقع ہونے سے ناپاک نہ ہو۔

امام احمد رضا بریلوی نے فرمایا:

اس مسئلے میں چار قول ہیں اور تحقیق یہ ہے کہ
اس کا دور تقریباً ساڑھے پینتیس ہاتھ ہونا چاہیے۔ یعنی
٣٥٫٤٤٩ تو قطر تقریباً ٥ گز ساڑھے دس گرہ ہو گا،
بلکہ دس گرہ ایک انگل یعنی ١١٫٢٨٤ ہاتھ۔

(احمد رضا بریلوی، امام : فتاوی رضویہ، طبع بمبئی، ج ١ ص ٣٢٢)

یہ جواب بڑے سائز کے دس صفحات پر پھیلا ہوا ہے اور اسے وہی شخص سمجھ سکتا ہے جو عربی زبان بھی جانتا ہو اور لوگارثم سے بھی واقفیت رکھتا ہو۔

۱۴- سائنس اور طب

ایک مفتی جتنا وسیع النظر ہو گا اس کے فتاوی میں اتنی ہی گہرائی زیادہ ہو گی، حکیم محمد سعید دہلوی فتاوی رضویہ کی پہلی جلد کا مطالعہ کرنے کے بعد اپنا تاثر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

> فاضل بریلوی کے فتاوی کی خصوصیت یہ ہے کہ احکام کی گہرائیوں تک پہنچنے کے لئے سائنس اور طب کے تمام وسائل سے کام لیتے ہیں اور اس حقیقت سے اچھی طرح باخبر ہیں کہ کس لفظ کی معنویت کی تحقیق کے لئے کن علمی مصادر کی طرف رجوع کرنا چاہیے ؟ اس لئے ان کے فتاوی میں بہت سے علوم کے نکات ملتے ہیں، مگر طب اور اس علم کے دیگر شعبے مثلاً کیمیا اور علم الاحجار کو تقدم حاصل ہے، اور جس وسعت کے ساتھ اس علم کے حوالے ان کے ہاں ملتے ہیں اس سے ان کی دقت نظر اور طبی بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے۔
>
> وہ اپنی تحریروں میں صرف ایک مفتی نہیں، بلکہ محقق طبیب بھی معلوم ہوتے ہیں، ان کے تحقیقی اسلوب و معیار سے دین و طب کے باہمی تعلق کی بھی بخوبی وضاحت ہو جاتی ہے۔

(محمد سعید دہلوی، معارف رضا، کراچی، شمارہ نہم ۱۹۸۹ء ص ۱۰۰)

۱۵- مذہب حنفی کی تائید و حمایت

امام احمد رضا بریلوی کے فتاوی کے مطالعہ سے ان کی مجتہدانہ بصیرت، فکر رسا اور انداز استدلال کا واضح طور پر پتا چلتا ہے، اس حقیقت کا اعتراف ان لوگوں نے بھی کیا ہے جو ان کے حلقہ ارادت سے متعلق نہیں ہیں۔

ایک دفعہ علامہ اقبال علی گڑھ گئے، وہاں ایک علمی مجلس میں امام احمد رضا بریلوی کا ذکر آگیا، علامہ اقبال نے ان کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کیا، جسے ڈاکٹر سید عابد احمد علی ضبط تحریر میں لائے، ان کے بیان کے مطابق علامہ نے کہا :

> وہ بے حد ذہین اور باریک بین عالم دین تھے، فقہی بصیرت میں ان کا مقام بہت بلند تھا، ان کے فتاوی کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کس درجہ اعلیٰ اجتہادی صلاحیتوں سے بہرہ ور تھے، اور پاک و ہند کے کیسے نابغہ روزگار فقیہ تھے۔ ہندوستان کے اس دور متاخرین میں ان جیسا طباع اور ذہین فقیہ بمشکل ہی ملے گا۔
>
> اس کے ساتھ ہی اقبال مرحوم نے مولانا کی طبیعت کی شدت اور بعض علماء کے بارے میں ان کی طرف منسوب سخت گیر رویے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ :

اگر یہ الجھن درمیان میں نہ آپڑتی تو ان کا علم و فضل، ملت کے دیگر مسائل کے لئے زیادہ مفید طریقے سے صرف ہوتا، اور وہ یقیناً اس دور کے ابوحنیفہ کہلاسکتے تھے۔

(عبدالنبی کوکب، علامہ، قاضی : مقالات یوم رضا، حصہ سوم، ۱۹۷۱ء ص ۸)

جماعت اسلامی کے بانی ابوالاعلیٰ مودودی اپنے ایک پیغام میں لکھتے ہیں :

مولانا احمد رضا خاں صاحب کے علم و فضل کا میرے دل میں بڑا احترام ہے، فی الواقع وہ علوم دینی پر بڑی وسیع نظر رکھتے تھے اور ان کی اس فضیلت کا اعتراف ان لوگوں کو بھی ہے جو ان سے اختلاف رکھتے ہیں۔

(عبدالنبی کوکب، علامہ، قاضی : مقالات یوم رضا، حصہ دوم، ۱۹۷۰ء، ص ۶۰)

امام احمد رضا بریلوی کا ہر فتویٰ مذہب حنفی کے بیان اور اس کی تائید پر مشتمل ہے، تاہم اس سلسلے میں چند رسائل خصوصی طور پر لائق مطالعہ ہیں۔

۱- اجلی الاعلام ان الفتوی مطلقاً علی قول الامام (۱۳۳۴ھ)

۲- الفضل الموهبی فی معنی اذا صح الحدیث فهو مذهبی

۳- اطائب الصیب علی ارض الطیب (۱۳۱۹ھ)

مسئلہ تقلید پر مدرسہ عالیہ رامپور کے پرنسپل محمد طیب مکی سے مراسلت

۴- ازالۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار (۱۳۱۶ھ)

سنی عورت کا نکاح بدمذہبوں سے ممنوع

۵- النهی الاکید عن الصلوٰۃ وراء عدی التقلید (۱۳۰۵ھ)

غیر مقلدین کے پیچھے نماز کی سخت ممانعت

۶- حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین (۱۳۱۳ھ)

۱۳۱۳ھ میں ایک استفتاء آیا کہ سفر شرعی میں دو نمازوں کا جمع کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی نے مبسوط جواب لکھا جو فتاوی رضویہ جلد دوم کے ۹۸ صفحات پر پھیلا ہوا ہے، انہوں نے فرمایا کہ جمع کی دو صورتیں ہیں (۱) جمع صوری (۲) جمع حقیقی، جمع صوری یہ ہے کہ ایک نماز اس کے آخری وقت اور دوسری نماز اس کے وقت کی ابتداء میں پڑھی جائے اور یہ بالاتفاق جائز ہے، جمع حقیقی یہ ہے کہ دو نمازیں ایک وقت میں ادا کی جائیں، اس کی بھی دو صورتیں ہیں۔

۱- ظہر اور عصر، دونوں ظہر کے وقت میں پڑھی جائیں، ایسی صورت میں عصر کی نماز نہیں ہوئی کیونکہ اس کا وقت ہی شروع نہیں ہوا۔

۲- دونوں عصر کے وقت میں پڑھی جائیں، اس صورت میں ظہر قضا ہوگی، نہ کہ ادا۔

ائمہ احناف کے نزدیک یہ دونوں صورتیں ناجائز ہیں، امام احمد رضا بریلوی نے یہ رسالہ چار فصلوں پر تقسیم کیا۔

۱- جمع صوری کا اثبات۔

۲- جمع تقدیم کے شبہات کا ابطال۔

۳- جمع تاخیر کی تضعیف (ضعیف قرار دینا)

۴- اوقات کی پابندی کی ہدایت اور جمع کرنے کی ممانعت

اس مسئلے میں غیر مقلدین کے امام میاں نذیر حسین دہلوی نے "معیارالحق" میں ائمہ مالکیہ اور شافعیہ سے استفادہ کرتے ہوئے مذہب حنفی کے رد کرنے کے لئے تفصیلی کلام کیا تھا' امام احمد رضا بریلوی نے اس فتویٰ میں ان پر سخت تنقید کی اور ان کے ایک ایک شبہے کا جواب اتنے مضبوط حوالوں سے دیا ہے کہ مخالفین حدیث دانی کے دعوے کے باوجود آج تک اس کا جواب دینے کی ہمت نہیں کر سکے۔

رسالہ مبارکہ حاجزالبحرین حدیث اور اصول حدیث کے علوم کا بہتا ہوا دریا ہے' جسے پڑھ کر اہل علم انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں اور مذہب حنفی کی حقانیت آفتاب سے زیادہ روشن ہو جاتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث پر کلام کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

> حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے چالیس سے زیادہ طرق' اس وقت پیش نظر فقیر ہیں' ان میں نصف سے زائد تو محض مجمل جن میں سے اٹھارہ کی طرف ہم نے احادیث نمله میں اشارہ کیا' رہے نصف سے کم ان میں اکثر صاف صاف جمع صوری کی تصریح کر رہے ہیں' جن میں سے چودہ روایات بخاری' ابوداؤد و نسائی وغیرہم سے اوپر مذکور ہوئے۔

(احمد رضا بریلوی' امام : فتاویٰ رضویہ' طبع میرٹھ' ج ۲ ص ۲۴۸)

سراج الفقہاء مولانا سراج احمد خانپوری رحمہ اللہ تعالیٰ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

> اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کی علم حدیث میں وسعت علمی دیکھنی ہو تو رسائل "تقبیل الابہامین" و "حاجزالبحرین الواقی عن جمع الصلاتین" نذیر حسین دہلوی امام اہل حدیث کے رد میں ملاحظہ کریں' جس سے مولوی نذیر حسین طفل مکتب نظر آتا ہے' اسی طرح وسعت علمی علوم معقولات' فلسفہ' ریاضی وغیرہ میں رسالہ "فوزمبین" حرکت زمین کے رد میں دیکھو کہ نظام بطلیموسی فیثاغورثی کی ایسی تطبیق دی کہ نیوٹن جو فلسفہ حال کا امام مانا جاتا ہے شاگرد نظر آتا ہے۔

(محمد عبدالحکیم شرف : انوار رضا' ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور' ص ۱۹۳)

۱۲- سیاسی راہنمائی

امام احمد رضا بریلوی سیاسی لیڈر نہ تھے' بلکہ اسلامی مفکر تھے' وہ ہر مسئلے کو دینی اور اسلامی نقطہ نظر سے دیکھتے تھے اور امت مسلمہ کے دین و ایمان اور جان و مال کی حفاظت کو اہم ترین مقصد قرار دیتے تھے' بیسویں صدی عیسوی کے دوسرے عشرے میں کئی تحریکیں اٹھیں اور طوفان کی طرح پورے ملک میں چھا گئیں' بڑے بڑے سیاسی لیڈر یا تو ان تحریکوں کے بہاؤ میں بہہ گئے' یا دم بخود تھے کہ کیا کہیں اور کیا کریں؟

ایسے ماحول میں امام احمد رضا بریلوی تن تنہا آندھیوں کی زد پر چراغ بکف نظر آتے ہیں۔

۱۹۱۴ء میں پہلی جنگ عظیم شروع ہوئی، حکومت برطانیہ نے بے شمار ہندوستانیوں کو اس وعدے پر فوج میں بھرتی کیا کہ فتح کے بعد ہندوستان آزاد کر دیا جائے گا، مسٹر گاندھی نے بھی فوجی بھرتی کی بھرپور حمایت کی، مسلمانوں کی عظیم سلطنت، ترکی کو اس جنگ میں شکست ہوئی، فتح کے بعد انگریز اپنے وعدے سے پھر گیا، اس موقع پر گاندھی نے ایک گہری چال چلی اور اعلان کیا کہ سلطان ترکی اسلام کا خلیفہ ہے اور اس کی خلافت کو ختم کرنا اسلام پر حملہ کرنے کے مترادف ہے، مسلمانوں میں شدید اشتعال پیدا ہو گیا اور تحریک خلافت چل نکلی، اس تحریک کا مقصد ایک طرف تو انگریز سے وعدہ خلافی کا انتقام لینا تھا، اور دوسری طرف اظہار ہمدردی کے ذریعے مسلمانوں کو ہندوؤں کے اتنا قریب کرنا تھا کہ وہ ہندو مت میں مدغم ہو کر رہ جائیں۔

پھر ترک موالات (بائیکاٹ) کا اعلان کیا گیا اور اپیل کی گئی کہ انگریزی ملازمت چھوڑ دو، انگریز کی دی ہوئی جاگیریں واپس کر دو، مسلمانوں کے کالجوں کو ملنے والی گرانٹ واپس کر دو، غرضیکہ انگریزوں سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھو، پھر ایک قدم اور آگے بڑھایا کہ ہندوستان دارالحرب ہے، اس لئے مسلمان یہاں سے ہجرت کر کے چلے جائیں، افسوسناک بات یہ تھی کہ گاندھی لیڈر تھا اور مسلمانوں کے راہنما دست بستہ اس کے پیچھے چل رہے تھے، ہندوؤں کی خوشنودی کے لئے گائے کی قربانی کی ممانعت کے فتوے دیے جارہے تھے، مسجدوں کے منبروں پر گاندھی کو بٹھا کر تقریریں کروائی جارہی تھیں، اور اس کی درازی عمر کی دعائیں مانگی جارہی تھیں، مختصر یہ کہ ہندو مسلم اتحاد کے لئے پوری طرح راہ ہموار کی جاچکی تھی۔

ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا کسی کو اس سازش کے خلاف زبان کھولنے کی جرات نہیں تھی، ایسے ماحول میں امام احمد رضا بریلوی نے اپنے فتاوی کے ذریعے کلمہ حق بلند کیا، اور ہندو مسلم اتحاد کی سازش کے تار و پود بکھیر دیے، انہوں نے بستر علالت سے ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء میں المحجۃ المؤتمنۃ لکھ کر امت مسلمہ کو خواب غفلت سے جگایا، اور قوم مسلم میں نئی روح پھونک دی۔

امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے فتوے میں لکھتے ہیں :

> نصاریٰ کی یہ غلامی کہ پیر نیچر (سید احمد خان) نے تھامی، لیڈر جس کے اب زبانی شاکی ہیں اور دل سے پرانے حامی ..... اب اگر بعد خرابی بصرہ (بینائی) آنکھیں کھلیں اور اسے چھوڑنا چاہتے ہیں مبارک ہو، اور خدا سچ کرے اور راست لائے، مگر للہ انصاف ! وہ غلامی ادھوری تھی ...... اور اب مشرکین (ہندوؤں) کی پوری غلامی ہو رہی ہے، ان کے ساتھ یہ سب کچھ اور ان سے بہت زائد کیا جارہا ہے یہ کونسا دین ہے؟ نصاریٰ کی ادھوری سے اجتناب اور مشرکین کی پوری (غلامی) میں غرقاب۔
>
> (احمد رضا بریلوی، امام : المحجۃ المؤتمنۃ حسنی پریس بریلی، ص ۱۴ - ۱۳)

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ امام احمد رضا بریلوی چاہتے تھے

کہ اب مسلمان انگریز کی غلامی کا جوا اپنی گردن سے اتار پھینکنے کے لئے تیار ہو چکے ہیں خدا کرے کہ ایسا ہی ہو، لیکن مسلمانوں کی بڑی بدنصیبی ہو گی کہ اس کے بعد ہندوؤں کی غلامی قبول کر لیں، جس کا ہندوؤں کی اکثریت کی بنا پر واضح خطرہ تھا۔

امام احمد رضا بریلوی امت مسلمہ کا دیدۂ بینا تھے، انہوں نے افراتفری کے دور میں وہ کچھ دیکھا جو دوسرے نہ دیکھ سکے، نہ صرف دیکھا، بلکہ ببانگ دھل اپنی قوم کو بتایا اور اسے تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچایا۔

ذرا آپ بھی سنئے! فرماتے ہیں۔

دشمن اپنے دشمن کیلئے تین باتیں چاہتا ہے...

اول : اس کی موت کہ جھگڑا ہی ختم ہو۔

دوم : یہ نہ ہو تو اس کی جلاوطنی کہ اپنے پاس نہ رہے۔

سوم : یہ بھی نہ ہو سکے تو اخیر درجہ اس کی بے پری کہ عاجز بن کر رہے۔

مخالف (ہندو) نے یہ تینوں درجے ان پر طے کرا دیے اور ان کی آنکھیں نہیں کھلتیں، خیر خواہی سمجھے جاتے ہیں۔

اولا : جہاد کے اشارے ہوئے، اسکا کھلا نتیجہ مسلمانوں کا فنا ہونا تھا۔

ثانیا : جب یہ نہ بنی ہجرت کا بھرا دیا کہ کسی طرح یہ دفع ہوں، ملک ہماری کبڈیاں کھیلنے کو رہ جائے، یہ اپنی جائدادیں کوڑیوں کے مول بیچیں یا یوں ہی چھوڑ جائیں، بہرحال ہمارے ہاتھ آئیں۔

ثالثا : جب یہ بھی نہ نبھی، تو ترک موالات کا جھوٹا حیلہ کر کے ترک معاملت پر ابھارا ہے، کہ نوکریاں چھوڑ دو، کسی کونسل کمیٹی میں داخل نہ ہو، مال گزاری ٹیکس کچھ نہ دو، خطابات واپس کر دو، امراخیر تو صرف اس لئے ہے کہ ظاہری نام کا دنیوی اعزاز بھی کسی مسلمان کے لئے نہ رہے، اور پہلے تین اس لئے کہ ہر صیغہ و ہر محکمہ میں صرف ہنود رہ جائیں۔

(احمد رضا بریلوی، امام : المحجۃ المؤتمنۃ ص ۹۲)

۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۱ء پھر ۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۵ء میں گائے کی قربانی کے بارے میں سوال پیش کیا گیا، ہر دفعہ یہی جواب دیا گیا کہ ہمارے دین میں گائے کی قربانی جائز ہے، اس سے ہرگز ممانعت نہیں ہے، ۱۳۲۹ھ / [illegible] میں ایک سوال کیا گیا، اس کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

> فی الواقع گاؤ کشی ہم مسلمانوں کا مذہبی کام ہے، جس کا حکم ہماری پاک مبارک کتاب، کلام مجید رب الارباب میں متعدد جگہ موجود ہے، اس میں ہندوؤں کی امداد اور اپنی مذہبی مضرت میں کوشش اور قانونی آزادی کی بندش نہ کرے گا مگر وہ جو مسلمانوں کا بدخواہ ہے۔

(احمد رضا بریلوی، امام : رسائل رضویہ، مکتبہ حامدیہ لاہور، ج ۲ ص ۲۳۵)

تفصیل کے لئے دیکھئے رسالہ انفس الفکر فی قربان البقر (۱۲۹۸ھ)

۱۳- قبولیت عامہ

اللہ تعالیٰ نے امام احمد رضا بریلوی کے فتاوی اور نگارشات کو غیر معمولی قبولیت عامہ عطا فرمائی تھی' ۱۲ ربیع الاخر ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء کو اسلامیہ ہائی سکول لائل پور (فیصل آباد) کے ہیڈ ماسٹر چوہدری عزیزالرحمٰن نے ایک استفتاء پیش کیا' اس میں وہ لکھتے ہیں۔

> خاکسار آنحضور کو جیسا کہ لاکھوں کروڑوں پنجاب و ہندوستان کے اہلسنت و جماعت مجدد وقت مانتے ہیں' اس زمانے کا مجدد مانتا ہے اور جب سے ہوش سنبھالا ہے اسی عقیدے پر بفضل خدا رہا ہے' جس پر آپ اور دیگر بزرگان قوم و علمائے کرام ہیں یا ہوتے آئے ہیں۔

(احمد رضا بریلوی' امام : المحجۃ المؤتمنۃ ص ۷)

اور صرف متحدہ پاک و ہند کے چپے چپے ہی سے نہیں' بلکہ دوسرے ممالک سے بھی استفتاء آپ کی خدمت میں پیش ہوتے تھے۔

ڈاکٹر محمد مسعود احمد لکھتے ہیں :

> امام احمد رضا بریلوی کے دارالافتاء میں براعظم ایشیا' براعظم یورپ' براعظم امریکہ' براعظم افریقہ سے استفتاء آتے تھے اور ایک وقت میں پانچ پانچ سو جمع ہو جایا کرتے تھے۔

(محمد مسعود احمد' ڈاکٹر : رہبر و رہنما' طبع کراچی' ص ۳)

ذیل میں امام احمد رضا بریلوی کے فتاوی کی مقبولیت کی چند مثالیں

پیش کی جاتی ہیں۔

۱- گزشتہ صفحات میں مختصر طور پر بیان کیا گیا ہے کہ امام احمد رضا بریلوی کے فتووں نے ہندو مسلم اتحاد کا طلسم پاش پاش کیا اور دو قومی نظریہ کی صداقت کا بھرپور پرچار کیا' جسے بعد میں دوسرے قومی قائدین نے اپنایا' اور پاکستان معرض وجود میں آیا۔

جناب کوثر نیازی لکھتے ہیں :

> امام احمد رضا بریلوی گاندھی کے بچھائے ہوئے اس دام ہمرنگ زمین کو خوب دیکھ رہے تھے' انہوں نے متحدہ قومیت کے خلاف اس وقت آواز اٹھائی جب اقبال اور قائداعظم بھی اس کی زلف گرہ گیر کے اسیر تھے۔
>
> دیکھا جائے تو دو قومی نظریہ کے عقیدے میں امام رضا مقتدا ہیں' اور یہ دونوں حضرات مقتدی' پاکستان کی تحریک کو کبھی فروغ حاصل نہ ہوتا اگر امام احمد رضا سالوں پہلے مسلمانوں کو ہندوؤں کی چالوں سے باخبر نہ کرتے۔

(کوثر نیازی : "امام احمد رضا ایک ہمہ جہت شخصیت" طبع کراچی ص ۲۶ - ۲۵)

۲- ہندوستان میں آج بھی ہندوؤں کے تمام تر تشدد اور خوں ریزی کے باوجود مسلمان گائے کی قربانی دے رہے ہیں' اس سلسلے میں سب سے زیادہ اثر امام احمد رضا بریلوی کے فتووں کا ہے' تفصیل کے لئے دیکھئے رسالہ مبارکہ

"انفس الفکر فی قربان البقر" (۱۲۹۸ھ)

۳ - قاری عبدالرحمٰن پانی پتی نے فتویٰ دیا کہ نماز تراویح میں سورۂ براءۃ کے علاوہ ہر سورت کی ابتداء میں بسم اللہ شریف کا بلند آواز سے پڑھنا لازم ہے، ورنہ جن قراء کے نزدیک بسم اللہ شریف ہر سورت کی جز ہے ان کے مذہب پر لازم آئے گا کہ ایک سو چودہ آیتیں کم ہو جائیں اور ختم قرآن مکمل نہ ہو، مولوی رشید احمد گنگوہی نے بھی اس فتوے کی تصدیق کر دی۔

امام احمد رضا بریلوی کے سامنے یہ فتوے پیش ہوئے تو انہوں نے ان پر معقول اور مدلل تنقید کی اور چودہ افادات کے بعد مسئلے کو اس قدر نکھار کر پیش کیا کہ آج مخالفین بھی ان کے فتوے پر عمل کر رہے ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے رسالہ مبارکہ

"وصاف الرجیح فی بسملۃ التراویح" (۱۳۱۲ھ)

امام احمد رضا بریلوی ابتداء جواب میں فرماتے ہیں۔

بسم اللہ شریف کا تراویح میں ہر سورت پر جہر مذہب حنفی میں لازم و واجب ہونا محض بے اصل و باطل صریح اور حنفیہ کرام پر افتراء قبیح ہے، تحصیل سنت ختم فی التراویح کے لئے صرف ایک بار کسی سورت پر جہر کرنے کی ہماری کتب میں صاف تصریح ہے، زید بے علم اور اس کے دونوں متبوعوں کی تحریر سراسر بے تحریر اور غیر صحیح ہے۔

(احمد رضا بریلوی، فتاویٰ رضویہ، مبارکپور، انڈیا، ج ۳ ص ۵۵۶)

۱۴ - مرجع العلماء

فتاوی رضویہ کے مطالعہ سے یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ امام احمد رضا بریلوی کی خدمت میں استفتاء پیش کرنے والوں میں بڑی تعداد اصحاب علم و فضل کی تھی، ان میں مفتی بھی تھے اور مصنف بھی، جج بھی تھے اور وکیل بھی، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے فاضل اور مدرس مولانا خادم حسین نے فتاوی کی نو جلدوں کے مطالعہ کے بعد ایک مقالہ لکھا ہے۔

امام احمد رضا ...... بحیثیت مرجع العلماء

ان کے اعداد و شمار کے مطابق استفتاء کرنے والوں میں ایک چوتھائی حصہ علماء اور دانشوروں کا ہے۔ یہ مقالہ فتاوی رضویہ جلد اول مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور کی ابتداء میں شامل کر دیا گیا ہے۔

اعتراف

فتاوی رضویہ کی یہ چند خصوصیات بعجلت تمام تحریر کی گئی ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ فتاوی کے تعارف کا حق ادا نہیں ہو سکا۔ یہ کسی محقق ہی کا کام ہے کہ فتاوی رضویہ کا بالاستیعاب، گہری نظر سے مطالعہ کر کے تفصیلی تعارف کرائے اور خصوصیات پر جامع مقالہ تیار کرے۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری

۲۳ ذوالحجہ ۱۴۱۱ھ .... ۶ جولائی ۱۹۹۱ء

طواف و بوسۂ قبر

بلا شبہہ غیر کعبہ معظمہ کا طواف تعظیمی ناجائز ہے اور غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے اور بوسۂ قبر میں علماء کو اختلاف ہے اور احوط (زیادہ احتیاط والا حکم) منع ہے۔

مزار کا طواف کہ محض بہ نیت تعظیم کیا جائے ناجائز ہے کہ تعظیم بالطواف مخصوص بخانۂ کعبہ ہے (طواف کی صورت میں تعظیم خانۂ کعبہ کے ساتھ خاص ہے) مزار کو بوسہ نہ دینا چاہیئے۔ علماء اس میں مختلف ہیں اور بہتر بچنا اور اسی میں ادب زیادہ ہے۔

امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز